Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences

(Quarterly)

Trilingual: Urdu, Arabic, and English

pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911

https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Published by:

Muslim Intellectuals Research Center

Multan-Pakistan

website: www.mircpk.net

Copyright Muslim Intellectuals Research Center

All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

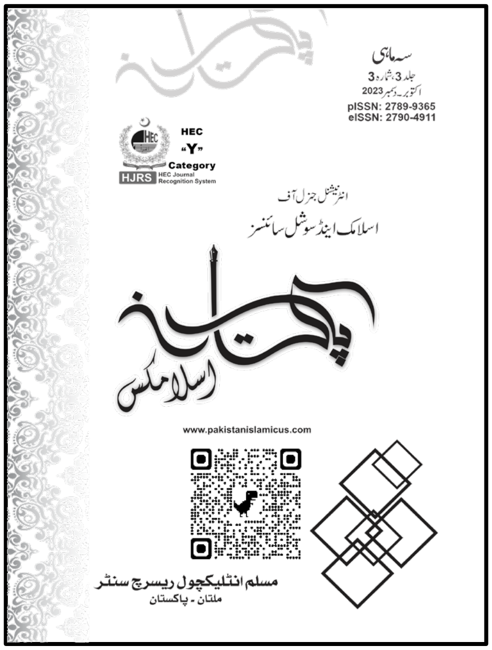

TOPIC

جدید نسائی افکار و نظریات کے معاصر عائلی نظام پر اثرات (شریعت اسلامیہ کے تناظر میں مسلم سماج کا مطالعہ)

EFFECTS OF MODERN FEMINIST THOUGHTS AND IDEOLOGIES ON THE MUSLIM FAMILY SYSTEM (STUDY OF MUSLIM SOCIETY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC SHARIA)

AUTHORS

Dr Irfan Jafar

Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal, Punjab, Pakistan.

International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad, Pakistan.

Email: i.z03035040887@gmail.com

Hafiz Muhammad Usman

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Punjab, Pakistan.

Mohsan Hassan

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Punjab, Pakistan.

How to Cite

Dr Irfan Jafar, Hafiz Muhammad Usman, Mohsan Hassan. 2023.

جدید نسائی افکار و نظریات کے معاصر عائلی نظام پر اثرات (شریعت اسلامیہ کے تناظر میں مسلم سماج کا مطالعہ)

“EFFECTS OF MODERN FEMINIST THOUGHTS AND IDEOLOGIES ON THE MUSLIM FAMILY SYSTEM (STUDY OF MUSLIM SOCIETY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC SHARIA)”.

PAKISTAN ISLAMICUS (An International Journal of Islamic & Social Sciences)

3 (3): 179-195.

https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/130

جدید نسائی افکار و نظریات کے معاصر عائلی نظام پر اثرات (شریعت اسلامیہ کے تناظر میں مسلم سماج کا مطالعہ)

EFFECTS OF MODERN FEMINIST THOUGHTS AND IDEOLOGIES ON THE MUSLIM FAMILY SYSTEM (STUDY OF MUSLIM SOCIETY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC SHARIA)

Dr Irfan Jafar
Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal, Punjab, Pakistan.
International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad, Pakistan.
Email: i.z03035040887@gmail.com

Hafiz Muhammad Usman
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Punjab, Pakistan.

Mohsan Hassan
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Punjab, Pakistan.

Abstract

The Holy Qur'an delineates guidelines governing various aspects of human existence, particularly within personal and familial realms. As Islam is illuminated by the teachings of the Qur'an and the practices of the Prophet Muhammad ﷺ, it offers comprehensive directives on matters like marriage, divorce, adoption, pilgrimage, dowry, upkeep, inheritance, testamentary matters, polygamy, and the rights and obligations of spouses.

It's evident that the West has propagated a culture saturated with nudity and indecency under false banners of feminism and gender equality. This culture has become a significant burden for them today. European culture and family legislation have given rise to profound challenges for both America and Europe, leaving even the most eminent thinkers and intellectuals in these regions unable to find remedies. Their family structures are crumbling, and the core foundations of familial unity are disintegrating. Concurrently, contemporary feminist ideologies are observed to be promoting similar concepts within the Islamic context. Given these circumstances, it's imperative for adherents of the true faith to courageously and wisely present Islam's compassionate system to the world. They must clarify unequivocally that the inhumane civilization of Europe and its imposition of unnatural family laws have led the world to the brink of destruction. The sole path to salvation from this predicament lies in adhering to Islamic teachings and laws.

In contemporary times, intellectually inclined women are actively working to reconcile Islamic teachings with modern principles. Notable figures in this movement include Amina Wadud, Asra Nomani, Ghazala Anwar, Shireen Khan, and Arshad Manji. Amina Wadud, in particular, is widely recognized as one of the first Muslim women in today's world to lead mixed-gender congregational prayers in America. However, despite her groundbreaking actions, her book "Quran and Woman" only superficially touches upon this topic, lacking in-depth discussions on women leading congregational prayers, which remains a pertinent issue today.

In the article under review entitled **"Effects of Modern Feminist Thoughts and Ideologies on the Muslim Family System (Study of Muslim Society in the Context of Islamic Sharia)"** family problems are described and their solution is presented in the light of Islamic Sharia.

Keywords: Family System; Modern Feminist Ideas; Culture & Civilization, Shariah Rules & Regulations; Modernism.

تعارف

قرآن مجید کلام ربانی ہے لہذا وہ میزان اور فرقان کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ یہ ضروری ہے کہ ہر فکر و عمل کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھا جائے اور اس کی حکومت اور برتری تمام انسانی تصورات و نظریات پر قائم و دائم رہے۔ عصر حاضر میں قرآن مجید کے احکامات کی تشریحات و تعبیرات میں نئے افکار و نظریات اور جدید نقطہ نظر کا عمل دخل روز بروز بڑھ رہا ہے، قرآنی مسلمہ اصولوں اور روایات سے منسلک مسائل میں بھی اجتہادات اور نئی تشریحات کا اضافہ ضروری تصور کیا جانے لگا ہے۔اس کی سب سے بری نظیر حقوق نسوانیت کے علمبردار حضرات کا قرآنی احکامات سے متعلق جدید نقطہ نظر کا پیش کرنا ہے۔ چنانچہ جدید افکار سے متاثرہ افراد نے اس سلسلے میں قرآن کریم کی متداول تفاسیر کو نظر انداز کر کے قرآنی آیات کی اس انداز میں نئی تفسیریں کی ہیں جس سے مساوات مرد وزن کے مغربی نعرے اور تحریک نسواں کے اہداف پورے ہو سکیں۔

دوسری طرف اس سے بھی مجال انکار نہیں کہ بعض علماء اسلام کی تفاسیر اور تشریحات میں عورت کے بارے میں روایت پسندانہ نقطہ نگاہ بکثرت پایا جاتا ہے، جبکہ وحی الٰہی نسل انسانی کی ہر دو اصناف کے لیے انتہائی متوازن اور مبنی بر انصاف نقطہ نظر پیش کرتی ہے۔ مساوات مرد وزن یا حقوق نسواں کا مسئلہ صرف صنفین میں تنازع کا باعث نہیں بلکہ عالمگیر سیاست کا حساس مسئلہ بھی ہے، مشرق و مغرب میں جو تہذیبی کشمکش چند دہائیوں سے بڑی شدت سے جاری ہے اور آئندہ بھی جس میں کمی کے بظاہر امکانات نظر نہیں آتے، اس میں خواتین کا موضوع سرفہرست ہے۔ مغرب میں نسوانی حقوق کے فلسفے اور تحریک نے جس تیزی سے کامیابی کی منازل طے کی ہیں، اور ان کے تہذیبی ڈھانچے کی نئی بنیادوں پر تعمیر کی ہے۔ مشرقی تہذیب و تمدن میں عورت کی معاشرتی حیثیت کی تجرید اور ان سے وابستہ نئے سوالوں کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے اور انتہائی ضروری ہے کہ اس جدید استدلال کو قرآن کریم کی الہامی آیات کی روشنی میں پرکھ کر مسلم معاشروں کو فکر و عمل کی مضبوط بنیاد فراہم کی جائیں۔

شاہ جنید ہاشمی اپنے ایک ریسرچ پیپر " Hermeneutical Models Proposed by Amina Wadūd and Asma Barlās for the Exegesis of the Quran" میں لکھتے ہیں:

> ''جدید نسائی افکار سے وابستہ جدید مسلم خواتین کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات اور روایات سے انحراف نہیں چاہتی اور وہ معاشرتی تبدیلیوں کا شکار بھی ہیں اور اکیسویں صدی کے دعوؤں کو بھی علمی بنیادوں پر پورا کرنے کی آرزو رکھتی ہیں۔ تاہم انہیں مروجہ مذہبی تصورات سے بھی اتفاق نہیں اور یہ سوال واقعی اہمیت کا حامل کا ہے وہ

مغرب کی طرف سے ہونے والے تہذیبی حملوں کا شکار ہونے کے باوجود اپنے سوال کا جواب اپنی دینی روایت کے اندر رہ کر تلاش کر رہی ہیں۔"[1]

جدید نسوانی افکار کے موضوع کے تحت مسلم معاشرت کثرت سے دُنیا کی تحقیق کا موضوع بنی رہی ہے یہ بات عام ہوتی جارہی ہے کہ حقوق انسانی سے محرومی کی جو شدت مسلمان عورت میں ہے وہ دُنیا کی دوسری عورتوں میں نہیں پائی جاتی اور یہ صورت حال تمام مسلمان ممالک میں یکساں پائی جارہی ہے۔اس لیے سوال بار بار سطح ذہن پر ابھرتا رہا کہ کیا واقعی مسلمان عورت تنزلی کی وجہ سے مذہبی افکار ہیں یا اس کی وجہ مسلم ممالک کی تنزلی اور مغربی محققین کا اسلامی تعلیمات کے خلاف تعصب ہے۔ عصری تنقید نے اسلامی ذہن میں کئی نئے سوالوں کو جنم دیا ہے مثلاً مروّجہ مذہبی افکار ملت اسلامیہ کی ترقی میں کیا کِردار ادا کر رہے ہیں نیز یہ افکار اسلام کی صحیح تعلیم سے کس حد ہم آہنگ اور مربوط ہیں؟ کیا امت مسلمہ کی موجودہ ابتری کی ذمہ داری میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہیں، یا کچھ فرائض نسواں ایسے بھی ہیں جن کی کماحقہ بجاآوری نہ ہو سکنے پر امت آج اس اجتماعی بحران سے گزر رہی ہے۔ نسوانی کمزوری، انسانی تخلیقی فرائض، شوہر کی اطاعت، اولاد اور بزرگوں کی خدمت، حجاب اور دیگر اسلامی احکامات کی پیروی کے بعد عورت پر مزید کیا فرائض عائد ہوتے ہیں، عورت گھر کا اولین ترجیح رہنی چاہیے یا معاشی ذمہ داریوں میں مرد کے ساتھ ساتھ کندھا دینا اس کی قوی ذمہ داری ہے، یا مذہبی فرائض مثلاً امامت نماز، امامت جمعہ، اجتماع میں تبلیغی فرائض سے بھی عہدہ برآہ ہونا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں عائلی نظام سے متعلق مباحث نہایت شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ آئے ہیں اور شوہر و بیوی کے رشتے کے متعلق معاملات اور نکاح و طلاق کے احکام و مسائل کے بارے میں تفصیلی ہدایات بیان ہوئی ہیں. سورۃ البقرۃ میں کئی رکوع اسی بحث پر مشتمل ہیں. پھر سورۃ النساء' سورۃ المائدۃ' سورۃ الاحزاب' سورۃ المجادلۃ' سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم میں اس موضوع پر گفتگو آئی ہے۔ قرآن کریم بنی نوع انسان کو صحیح خطوط پر عائلی زندگی بسر کرنے، آداب زندگی، اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات و مسائل اور ان کے تدارک کے اصول و ضوابط بیان کیے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ افرادِ خانہ کے حقوق بھی بیان کرتا ہے اور تمام افراد خانہ کو ان کی ادائیگی کی تاکید بھی کرتا ہے۔اس ضمن میں چند ایک آیات حسب ذیل ہیں:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَاۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾[2]

عورت کو باعث تسکین قرار دیتے ہوئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] Shah junaiad Hasmi, Hermeneutical Models Proposed by Amina Wadūd and Asma Barlās for the Exegesis of the Qur, Hazara Islamicus, Jan.Jun 2016.Page5.

[2] النساء4 :35 An-Nisa 4: 35.

﴿لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ﴾[3]

"اُن سے تسکین پاؤ اور تمہارے آپس میں محبّت اور رحمت رکھی"

فرامین رسول ﷺ سے بھی زوجین کے باہمی وقار اور عزت واحترام اور دونوں کے حقوق کو اولین ترجیح دینے کے اصول ملتے ہیں۔ جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے عائلی زندگی کی اہمیت کے پیش نظر کسی بھی انسان کے بہترین ہونے کو عائلی زندگی سے منسلک فرمایا ہے:

((خيركم خيركم لأهله و أنا خيركم لأهلي))[4]

اقوام عالم کے لیے نظریات زندگی، اقدارِ حیات، معاملات کے طریقے، اخلاق کے اصول، ان کے قانونی نظام بہت اہم ہوتے ہیں۔ مذہبی اور فکری و اخلاقی تصورات و نظریات ہی کسی قوم کی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ ان سب میں پرسنل لاء (Personal Law) کسی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی حیثیت رکھتا ہے۔ ان عائلی قوانین سے قوموں کا براہ راست واسطہ اور دن رات کا سابقہ پڑتا ہے۔ عائلی قوانین میں ہی اقوام کے عزائم و نظریات، رسوم وشعائر اور عقائد وایمان کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

جدید نسائی افکار کی نمائندہ خواتین

دنیا میں بڑھتی ہوئی گلوبلائزیشن کی لہر نے مسلمان عورتوں کے مذہبی اضطراب کو انگیز کیا ہے۔ عصر حاضر میں جدید نسائی افکار کی حامل مسلمان عورت کے حقوق نسواں کے اعتراضات جابجا لیکن منتشر ہیں۔ یہ منتشر تحریریں جدید مسلمان عورت کے نسائی افکار اور ذہنی انتشار کی غماض ہیں۔ ان میں جن تحریروں نے جدید نسوانی نقطہ نگاہ سے مذہب کی تعبیر نو کو موضوع بنایا ہے، وہ اکثر مغربی ممالک کی اقلیتی معاشروں کی مسلمان خواتین ہیں جو تہذیبی تصادم کا بلاواسطہ شکار ہوئی ہیں، مثلاً امینہ ودود کی "Qur'an & Woman" اسریٰ نعمانی کی "Standing Alone in Mecca" فاطمہ مرنسی کی "Woman & Islam" اسماء برلاس، رفعت حسن، لیلیٰ احمد کی تصانیف شامل ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی تحریریں وسط ایشیاء میں بھی لکھی گئی ہیں۔ جن میں M.Afkhami کی "Faith & Freedom"، Bothania Shabaan کی" The Muted Voices of Women Interpretor" شامل ہیں۔[5]

---

[3] الروم 30 : 60 Ar-Rum 30 : 60

[4] الترمذی،محمد بن عیسیٰ ،ابو عیسیٰ، جامع الترمذی، بیروت: دار الکتب العلمیہ ، رقم الحدیث 3895.
at-Tirmidhi ,Abu `Isa Muhammad bin `Isa at-Tirmidhi ,Jami` at-Tirmidhi, Beirut: Dār al Kutb al 'ilmia, Ḥadīth # 3895.

[5] Shah junaiad Hasmi, Hermenekutical Models Proposejd by Amina Wadūd and Asmaa Baralās for the Exeigesis of the Qur, Hazkara Islamickus, Jan.lJun 2016.P:2.

عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، غزالہ انور، شرین خانکن، ارشاد مانجی، جیسی خواتین سر فہرست ہیں۔ امینہ ودود آج کے دور کی غالباً پہلی مسلم خاتون ہیں جو امریکہ میں مخلوط اجتماع کی نمازِ جمعہ میں امامت بھی کرا چکی ہیں، اس کے باوجود اپنی اس کتاب (Quran and Woman) میں وہ اس موضوع کو سرے سے زیر بحث ہی نہیں لاتیں حالانکہ عورت کی امامتِ کبریٰ پر ان کی تفصیلی گفتگو موجود ہے۔

ان تحریروں نے عورت کے حوالے سے اسلام کی تشریح پر غیر اطمینانی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے جدید مسلمان عورت کی قیادت کا دعویٰ کیا ہے لیکن اس حل سے اسلامی فکر مطمئن نہیں، اس حل پر جو اسلامی فکر کو جو تحفظات ہیں وہ ان تحریروں میں مذکور نہیں نیز وہ جدید مسلمان عورت کے نفسیاتی، انفرادی مسئلے کے حل تک تو درست لیکن ملت اسلامیہ کی اجتماعیت ان کو اپنانے سے قاصر ہے۔ انہوں نے جدید مسلمان عورت کی دینی قیادت کو تقسیم کر دیا ہے۔

آمنہ ودود اور اسماء برلاس عصر حاضر کی ان چند جدید نسائی افکار کی حامل مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے مرد و عورت کے درمیان مساوات کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے متعدد کام کیے اور بہت سے محاضرات و دروس میں انہوں نے جدید نسائی افکار و خیالات کی نشر و اشاعت میں دیگر نسوانی مصنفین کی طرح تفسیر قرآن کے حوالے سے روایتی مسلم علماء کے طریقہ کار پر تنقید اور اسے مسترد کیا ہے، اس بات کو انہوں نے اپنی کتابوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرد مفسرین قرآن کی آیات احکام یا مرد و زن میں تفریق کرنے والی آیات قرآنیہ کی غلط تشریح و تفسیر بیان کرتے ہیں۔ مزید وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ قرآن کو ایک عورت کے نقطہ نظر سے دوبارہ پڑھا جائے۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک کتاب "Women & Quran" لکھی۔[6]

جدید نسائی افکار پر اعتراضات کا جائزہ

عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، غزالہ انور، شرین خانکن، ارشاد مانجی، جیسی خواتین سر فہرست ہیں۔ جو مذہبی پیشوائیت، ظاہر پرستی، قرآن کریم کی نظریاتی و تخیلاتی تفسیر کر کے جدید نسائی افکار کی اشاعت میں ایک فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ ذیل میں عصر حاضر کی جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا تذکرہ پیش کیا جائے گا۔

مذہبی پیشوائیت

حقوق نسواں کے علمبرداروں کی ہمیشہ سے یہی جدوجہد رہی ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کو قرآن مجید سے تعلق توڑنے پر مجبور کر دیں تاکہ وہ قرآن سے دور رہیں، مسلمان عورتوں کو قرآن سمجھنے کی اجازت نہ دو اور نہ ہی انہیں قرآن پر عمل کرنے کی اجازت دو۔ انہیں جدیدیت کو اختیار کرنا، انہیں مغربی افکار کو

---

[6] Shah junaiad Hasmi, Hermenekutical Models Proposejd by Amina Wadūd and Asmaa Baralās for the Exeigesis of the Qur, Hazkara Islamickus, Jan.lJun 2016.P:3.

تسلیم کرنا، انہیں مغربی معاشروں کے ساتھ جڑنا ہے۔ علاوہ ازیں جدید افکار کی متحمل خواتین مذہبی پیشوائیت حاصل کرنے کی تگ ودو میں مصروف عمل ہیں اور بہت سے ایسے اوامر وعوامل اس طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ کس طرح جدید نسائی افکار کی حامل خواتین اپنے نظریات کو پھیلا رہی ہیں، جن میں قرآن کریم کی بہت سے آیات کی غلط تشریحات بیان کرنا، امامت نماز وغیرہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر امینہ ودود نے جہاں اسلامی تعلیمات پر نظر ثانی کی دعویٰ کیا ہے۔ وہاں پر اس نے نماز کی امامت اور خطبہ جمعہ اور نماز بھی انگریزی میں پڑھائی گئی جبکہ اس کے پیچھے نا صرف عورتوں بلکہ مردوں نے بھی نماز پڑھی۔ عورتوں اور مردوں کی مخلوط صف بندی گئی گویا نماز میں عورتیں اور مرد شانہ بشانہ کھڑے ہوئے۔ دوران نماز لی گئی تصاویر کے مطابق عورتوں نے شرم وحیا سے عاری غیر اسلامی لباس پہنے ہوئی تھیں۔ دورانِ نماز عورتوں کے لئے سر ڈھانپنا ضروری ہے، لیکن برہنہ سر پڑھی جانے والی یہ نماز توربِّ کریم کے احکامات کے کھلے استہزا کا منظر پیش کر رہی تھی، اسلام خواتین کو مردوں کی موجودگی میں حجاب اور چہرہ ڈھانپنے کی تلقین کرے، لیکن اس کی پابندی کی بھی توفیق نہ مقتدیوں کو ہوئی اور نہ ہی امامہ صاحبہ کو۔ دوران خطاب ڈاکٹر امینہ نے قرآنِ کریم کی تفسیر کو اپنے پاؤں میں رکھا۔ گویا بظاہر نماز ایسی اسلام کی عبادت کی ادائیگی اپنی تفصیلات سے اعتبار سے سر تا پا اسلامی احکامات سے انحراف اور ان کے مذاق اُڑانے کے لئے مخصوص تھی [7]

اسریٰ نعمانی نامی ایک بھارتی نژاد خاتون ہے، جس کے والدین ایک عرصہ سے امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔- تصاویر میں بھی اسریٰ نیو یارک میں نماز کی امامت کے اس واقعہ کی ہدایات دیتی ہوئی صاف نمایاں ہے۔ اس نے بھی نیویاک میں امامت کرائی جس میں مخلوط صف بندی کی گئی اور جس میں تمام عورتیں برہنہ سر کھڑے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں۔ اور ایک عرصہ سے یہ خاتون جو جدید افکار و نظریات کی حامل ہے نے امریکہ کی عدالت سے اس ضمن میں رجوع کیا ہے کہ ان کو جداگانہ طور پر مسجد دی جائے۔ [8]

اسریٰ نعمانی کے نظریات وافکار اس طرح کے ہیں کہ وہ غیر محرم عورتوں اور مردوں کو گلا ملنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس میں کو قباحت نہیں ہے۔ اس بات کا وہ برملا اظہار بھی کرتی ہے۔ اور یہ میسج بھی دیتی ہے۔ خود کو مسلمان ظاہر کرنے والی عورت اسریٰ نعمانی کے اسلامی احکامات کی پیروی کا یہ عالم ہے کہ وہ برملا کہتی ہے کہ ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ گلے ملنے میں کوئی ممانعت نہیں، اجنبی عورت و مرد کا ملنا ایسا ہی ہے جیسے بہن بھائی کا گلے ملنا۔ امامت اور خطبہ جمعہ کے بعد اس نے اپنی میٹنگ میں یوں بیان دیا کہ :

---

[7] حسن مدنی، امامت زن کے واقعہ کا پس منظر اور مقصد، ماہنامہ المحدث، مجلس تحقیقی اسلامی، ج37، ش6، ص5۔
Hasan Madnī, Im*āmt e Zan ky wāqia kā pas e manzr aur Maqsad , Māhnāma, Al-Mahdith, Majlis Tahqīqī Islāmī, V:37, No:6, P:5.*

[8] ندائے ملت، 30/ مارچ تا 6/ اپریل 2005ء
Nid*āy Milat, 30th March to 6th April, 2005.*

"ہمارا مشن یہ ہے اسلام کو اعصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا، اور اور اس خواب کو حقیقت میں بدلیں گے۔ [9]

تفسیر قرآن کے بارے میں امینہ ودود کے افکار

امینہ کے خیالات کا جائزہ لینے کے لئے ہم نے اس کی انگریزی کتاب 'قرآن اور عورت ایک خاتون کے نقطہ نظر سے از سر نو مطالعہ' کا سرسری جائزہ بھی لیا ہے۔اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

"اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قرآن کی تفاسیر خالصتاً مردوں کے قلم سے معرضِ وجود میں آتی رہی ہیں، یہی ان کے دوسری قوموں سے پیچھے رہ جانے کا سبب ہے۔؛امینہ ودود پہلی عورت ہے جنھوں نے قرآن کا نئے سرے سے مطالعہ کیا ہے اور قرآن سے اُٹھنے والی نسوانی آواز کو شکوک کے دھندلکوں سے آزاد کیا ہے۔ترقی پسند مسلمان عرصہ دراز سے یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن کی رائج تفاسیر اصل دین اسلام کو نہیں بلکہ ایک خاص نقطہ نظر کو قرآن کے مفہوم کے طور پر پیش کر رہی ہیں جن کی وجہ سے عورتوں کے حقوق غصب ہو رہے ہیں۔" [10]

امینہ ودود کا فلسفہ یہ ہے کہ قرآن کی کوئی بھی تفسیر حتمی نہیں ہے۔اس کا کہنا ہے کہ قرآن کے متن نے نہیں بلکہ اس کی تفاسیر نے عورت کے کردار کو محدود بنا کر رکھ دیا ہے اور یہ تفاسیر قرآن کے اصل متن سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہیں جبکہ یہ تمام تفاسیر مردوں کی لکھی گئی ہیں۔ان میں غلط طور پر عورت کو ایک بے آواز مخلوق بنا دیا گیا ہے۔اس کی تفسیر نے جدید دور کی عورت کے لئے قرآن کو زیادہ بامعنی بنا دیا ہے۔قرآن کی تفسیر معاشرتی تبدیلیوں کو پیش نظر رکھ کر ہونی چاہئے۔اس کا دعویٰ ہے کہ اُس نے قرآن کے اصل مطالب تک رسائی کے لئے قرآن کے متن، عربی لغت اور گرامر کے اُصولوں اور قرآن کی عمومی ہدایت کو پیش نظر رکھا ہے۔

ڈاکٹر امینہ حدود کی سزاؤں کی مخالفت کرتی اور کہتی ہے کہ قرآن میں ہاتھ کاٹنے کی سزا یا بیوی کو مارنے کی اجازت درست نہیں ہے۔وہ امریکی معاشرے کو ایک مثالی معاشرہ قرار دیتے ہوئے مسلمان عورت کو میدانِ عمل میں آنے کی دعوت دیتی ہے۔

"دورِ جدید کے تقاضوں نے عورت کو یہ مینڈیٹ دیا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کے لئے قدم بڑھائے، اپنی شناخت، ترقی اور انسانی بہبود کے لئے ان تمام اقدامات کے خلاف جدوجہد کرے جن کی وجہ سے اس کے کردار کو متعصب طریقے سے مسخ کیا گیا ہے۔میری تحقیق قرآن میں صنفی امتیازات کے گرد گھومتی ہے۔میرا مقصد جنس کی بنیاد پر غیر

---

[9] کالم 'نیا فتنہ'، روزنامہ انصاف: 5/اپریل 2005۔ Colom:Nīyā *Fitna* , *Roznāma Insāf, 5th April 2005.*

[10] My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

مساویانہ سلوک کا خاتمہ ہے۔ میری جدوجہد عورتوں کے خلاف تشدد آمیز رویوں، عورتوں کو دوسرے درجے کا انسان سمجھنے اور زدوکوب کے خلاف ہے۔ ''[11]

ظاہر پرستی

جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا امت مسلمہ کے علماء پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ کہ علماء ظاہر پرست ہیں، اسلام کے حقیقی مفہوم اور مقاصد سے صرف نظر کر کے ظاہری اور لفظی مفہوم سے استدلال کرتے ہیں۔ جبکہ نسائی افکار کے حامل افراد و خواتین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر ہم خواتین سے متعلق قرآن مجید کے نقطہ نظر کو پوری طرح صحیح معنوں میں سمجھ لیں تو عورتوں کے مقام میں اضافے کے لئے ایک تحریک انگیز قوت بن سکتا ہے۔ اس سلسلے میں حیفا جواد لکھتی ہیں:

> ''قرآن کریم کے تمام مقامات اپنے نزول کے اعتبار سے وقت اور تاریخ کا خصوصی حوالے رکھتے ہیں اور بعض خصوصی اور کچھ عمومی حالات میں نازل ہوئے ہیں اس بناء پر جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ حالات کی رعایت کے لیے کیا گیا ہے، اس پر غور کرنا چاہیے تاکہ قاری ان اسالیب بیان کے مضمرات کو اچھی طرح سمجھے جو اس وقت کے مطابق ہے''[12]

امینہ ودود لکھتی ہیں:

> ''تمام روایتی تفاسیر ان کا تعلق زمانہ جدید سے ہو یا قدیم سے مردوں نے لکھی ہیں، لہذا نسوانی تجربات کو یا تو نظر انداز کیا گیا ہے یا اسے مردانہ تناظر میں سمجھا گیا ہے۔ کچھ تفاسیر میں مسلمان معاشروں میں عورت کی کمزور حیثیت کو بنیاد بنا کر اسلام اور قرآن پر تنقید کی گئی ہے۔ کچھ تفاسیر جن کو وہ مکمل (Holistic) تفسیر کہتی ہیں، سے مراد جو جدید سماجی، اخلاقی، معاشی اور سماجی مسائل میں خواتین کے معاملات کو پیش نظر رکھتی ہیں۔''[13]

امینہ ودود نے اپنی کتاب (Quran & Woman) میں مسلمانوں کے اس منفی رویے کے خلاف دلائل دیئے ہیں۔ جو انہوں نے عورتوں کے بارے میں روا رکھے ہیں، اور جس نے ان کے دعوے کے مطابق عورتوں کے مقام کے حوالے سے قرآن کی تفسیر کو متاثر کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں:

---

[11]My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

[12] حیفاء جواد، مسلم تحریک نسواں، ترجمہ، خورشید احمد ندیم، معاصر اسلامی فکر، ادارہ برائے تعلیم و تحقیق، اسلام آباد، 2000ء، ص 8۔

Ḥīfā Jawād, Muslim Tahrīk E Niswan, Translate: Kurseed Ahmad Nadeem , M`eāsir Islamī Fikar, Idāra bray Taleem O Thqīq, Islām Abād , 2000 AD,P:8

[13], Internet = awadud@saturn.vcu-ed; My muslim.com.Malysia kolalumpur 2001.

"اگرچہ مرد اور عورت میں فرق ہے مگر اس کی حیثیت لازم کی نہیں ہے"[14]

مزید برآں کہتی ہیں:

"کہ مردوں کو بعض خصوصی صفات سے نوازا گیا ہے جیسے رسالت کا منصب، لیکن یہ خصوصی منصب صرف مردانگی کے ساتھ خاص نہیں عورتوں کی طرف بھی وحی آئی ہے جیسے حضرت مریمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مردوں کے لیے کوئی ایسا آفاقی اور خصوصی قانون بنادیا گیا ہے جس کے تحت صرف وہی رسول بن سکتے ہیں، عورتیں نہیں"[15]

امینہ ودود کے نزدیک مرد کی افضیلت کا تعلق قرآن میں محض طلاق کے امور سے کے ساتھ ہے یعنی مرد عورت کی بہ نسبت آسانی سے طلاق دے سکتا ہے، ان کے نزدیک اس آیت کی یہ تفسیر درست نہیں ہے کہ تمام مردوں کو تمام عورتوں پر درجہ حاصل ہے، مردوں کی برتری کو عمومی قانون نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ جہاں قرآن میں مردوں کی فضیلت کا تذکرہ ہے وہ معروضی اور مشروط ہے اس کی یہ تفسیر درست نہیں کہ مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں[16] امینہ ودود قرآن کی تفسیر اور قرآن کا مطالعہ نسوانی نقطہ نظر سے کرتی ہیں اور نسوانی معنٰی اخذ کرنے کے لئے الفاظ اور ان کے سیاق وسباق کو نئے معنٰی دیتی ہیں، اس کا قول ہے کہ:

"قرآن کی افادیت کا یہی تقاضا ہے کہ آج کی جدید عورت کو ذہن میں رکھ کر قرآن کے معنی کی نئ تعبیر بیان کی جائے، روایتی تفاسیر میں عورتوں کے ساتھ زیادتی ہے۔"[17]

مردوزن کی صنفی کشمکش

امینہ ودود کے نزدیک آج تک جتنے مفسرین ہوئے ہیں، سبھی مرد تھے، انہوں نے اپنے مردانہ تناظر میں ہی حقوقِ نسواں سے متعلق قرآنی آیات کی توضیح وتشریح کی ہے، گویا انہوں نے عورتوں سے متعلق اپنے مفروضات (assumptions) اور مردانہ سماجی اور نفسیاتی پس منظر ہی کی عطاکردہ نگاہ سے ان آیات کو دیکھا ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتی ہیں:

"Moreover, what concerns me most about 'traditional' tafasir is that they were exclusively written by males. This means that men and men's

[14], Internet = awadud@saturn.vcu-edu

[15]Quran and Woman" by AminaWadud, p.55

[16]Quran and Woman" by AminaWadud p.70-71

[17]My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

experiences were included and women and women's experiences were either excluded or interpreted through the male vision, perspective, desire, or needs of wo-man"[18]

"تاہم، روایتی تفسیر سے متعلق جس قدر مجھے غرض ہے وہ یہ کہ یہ تفاسیر خالص طور پر مردوں کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں مرد اور مردانہ تجربات شامل ہیں اور عورت اور عورتوں کے تجربات حتی کہ ضروریات یا تو شامل ہی نہیں یا انہیں مرد ہی کی نگاہ، تناظر اور خواہش سے واضح کیا گیا ہے۔"

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتی ہیں:

"If readers of the Qur'an have assumed in any way that men are superior to women intellectually, spiritually, ontologically, etc.; that men are 'in charge of women'; that men have a more significant role in the continuation of society; that men are natural leaders; that men should 'rule' the family and get obedience from women; that women do not have to participate and contribute in order to maintain the family and society; that women do not have to participate and contribute in"[19]

"اگر قرآن کے قارئین نے کسی بھی طرح سے یہ فرض کر لیا ہے کہ مرد عورتوں سے فکری، روحانی، وجودیاتی لحاظ سے افضل ہیں۔ یہ کہ مرد خواتین کے ذمہ دار ہیں۔ یہ کہ معاشرے کے تسلسل میں مردوں کا کردار زیادہ نمایاں ہے۔ یہ کہ مرد فطری رہنما ہیں۔ یہ کہ مرد کنبے پر حکمرانی کریں اور خواتین سے اطاعت کروائیں۔ یہ کہ عورتوں کو خاندان اور معاشرے کو برقرار رکھنے کے لیے حصہ لینے اور شمولیت کی ضرورت نہیں ہے یا اس کی شراکت معمولی ہے۔ تب ایسے قارئین ان مفروضوں کے مطابق ہی قرآنِ حکیم کی ترجمانی کریں گے۔"

امینہ ودود کے نزدیک بھی اس درجہ کو کلی طور پر مردوں کی عورتوں پر فضیلت ثابت کرنا سیاق وسباق سے بے اعتنائی یا بے خبری کے بغیر ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں ان کی پوزیشن اگرچہ علامہ عثمانی سے قدرے مختلف ہے لیکن نتیجہ دونوں کا ایک ہے کہ اس آیت مبارکہ سے مردوں کی عورتوں پر افضیلت کا جو روایتی بیانیہ ہے وہ درست نہیں۔ ان کے نزدیک یہاں درجہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو انفرادی حیثیت سے طلاق دینے کا حق رکھتا ہے جبکہ عورت طلاق بغیر کسی اتھارٹی کی مداخلت کے ایسا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ لکھتی ہیں۔

---

[18]Qur'an and woman, page 67.

[19]Qur'an and woman, page 68

"This verse has been interpreted to signify that there is a darajah between all men and all women in all circumstances. The context of the discussion, however, is clear: men have an advantage over women when it comes to divorce. In the Qur'an the advantage men have is that of being individually able to pronounce divorce against their wives without arbitration or assistance. Divorce is granted to a woman, on the other hand, only after intervention of an authority for example, a judge"[20]

"اس آیتِ مبارکہ کو ان معنوں میں لیا جاتا رہا ہے کہ یہ درجہ تمام مردوں اور تمام عورتوں کے مابین ہر لحاظ سے ہے۔ جبکہ گفتگو کا پس منظر واضح طور پر طلاق سے متعلق ہے کہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ برتری حاصل ہے۔ قرآن مجید میں یہ برتری جو مردوں کو حاصل ہے وہ یہ کہ مرد بغیر کسی مدد یا ثالثی کے انفرادی حیثیت سے اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے سکیں جبکہ دوسری طرف ایک عورت کسی اتھارٹی (جیسے کہ جج) کی مداخلت کے بعد ہی طلاق لے سکتی ہے"۔

عورت کی شہادت کے بارے س میں امینہ ودود کا موقف

عورتوں کی شہادت سے متعلق امینہ ودود علمائے جمہور سے مختلف نقطہ رکھتی ہیں۔

"Furthermore, one male witness plus this two-female unit does not equal a two-for-one formula, because four female witnesses may alternatively be substituted for two male witnesses. Yet, the Qur'an does not provide this alternative. Despite the social constraints, at the time of revelation—inexperience and coercion of women—a woman was nevertheless considered a potential witness"[21]

"مزید یہ کہ ایک مرد جمع دو عورتیں دو اور ایک کے فارمولے کے برابر نہیں۔ اس لیے کہ پھر چار عورتوں کی گواہی دو مردوں کی جگہ لے سکتی تھی۔ جبکہ قرآن یہ متبادل پیش نہیں کرتا۔ نزولِ وحی کے وقت معاشرتی رکاوٹوں، عورتوں کی ناتجربہ کاری اور جبر کے باوجود، ایک عورت کو بہر حال ایک ممکنہ گواہ سمجھا جاتا تھا۔"

مزید لکھتی ہیں:

---

[20] Amina wadood, Quran and Woman, p:68

[21] Amina wadood, Quran and Woman, p:86

"This restriction only applies to financial transactions; it does not apply to other situations. The requirement for two women and one man to witness financial contracts is not a blanket requirement for women's participation, or even for all witnessing. Other requests for witnesses should be for unspecified gender. Therefore, anyone deemed capable of witnessing has the right to be one."[22]

"مالی معاملات سے متعلق یہ حد دوسرے معاملات پر لاگو نہیں ہوتی۔ مالی معاہدوں کی گواہی کے لیے دو خواتین اور ایک مرد کا مطالبہ خواتین کی شرکت کا عام اصول نہیں، نہ ہی تمام قسم کی گواہیوں کے لیے۔ دیگر اقسام کی گواہیوں کے لیے درخواست غیر معینہ صنف کے لیے ہونی چاہیے۔ لہذا جسے بھی گواہی کے لائق سمجھا گیا ہو وہ گواہ بن سکتا ہے۔"

عورتوں کے حوالے سے ایک اور معرکۃ الآرا مسئلہ عورتوں کا سربراہِ مملکت ہونا ہے۔ کیا عورت امامتِ کبریٰ کی اہل ہے۔ اس حوالے سے بھی روایتی موقف بعض احادیث کی بنیاد پر یہی بیان کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو سربراہِ مملکت نہیں بنایا جاسکتا۔ گویا کہ عورتیں اس منصب کی اہل ہی نہیں اور نہ ہی ان میں ایسی قابلیت ہی ہوتی ہے کہ کسی سلطنت کے نظام وانصرام کو چلا سکیں۔ اس معاملے میں بھی مذکورہ مفکرین ایک ہی پوزیشن پر کھڑے ہیں کہ عورت کسی ملک کی سربراہ بن سکتی ہے اور دینی لحاظ سے ایسی کوئی ممانعت نہیں۔

مذہب کے نام پر قدامت پسندی

جدید نسائی افکار کی حامل خواتین کا یہ کہنا ہے کہ اسلامی معاشروں کا مذہبی طبقہ عورت کی تصویر کرتے ہوئے عورت کو قرون وسطیٰ کی عورت شمار کرتا ہے ۔آج کی جدید عورت کے مسائل کا حل مولویوں کے پاس نہیں ہے۔ یہ اکیسویں صدی کا زمانہ ہے، ہمیں آج کے چیلنجز درپیش ہیں۔ جدید عورت کو آج اپنا کردار منوانا ہے جب تک وہ اپنے فطری اور بنیادی کردار کے دائرہ میں قید کی جاتی رہے گی وہ ترقی کی منازل طے نہیں کر پائے گی۔ عورتوں پر ہی ظلم و ستم کیوں؟ ان کا کہنا ہے کہ :

"یہ بالکل بے تکے پن سے ہر معاملہ میں قدیم زمانہ سے جواز تلاش کرنے کا رجحان صرف احمقانہ ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے، اس کا نتیجہ سماجی جمود اور ذہنی پستی ہو گا"[23]

---

[22]Amina wadood, Quran and Woman, p:87.

[23]سول اینڈ ملٹری گزٹ، لاہور، 27 اپریل 1949، بحوالہ اصلاحی، امین احسن، پاکستانی عورت دوراہے پر" ص 31۔
Civil and Military Gazette, Lahore,27th April 1949, With Reference Islahi, Amin Ahsan, Pakistani `urat Do rahy Pr, P:31.

قرآن مجید کی مردانہ تشریح

جدید نسائی افکار کی متحمل عورتوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن کی موجودہ تفسیر در حقیقت مردانہ تفسیر ہے جس میں عورت کو کمتر رکھا گیا ہے یا عورت کو مردانہ تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔امینہ ودود موجود تفسیری سرمائے کو" Culturally biased"یعنی جانبدانہ تشریح قرار دیتی ہیں۔وہ کہتی ہیں:

"آخر معاشرے میں عورت کا کردار" passiveہی کیوں ہے Active کیوں نہیں،ہم عورتوں کے ایسے کردار کی نفی کرتے ہیں یہ سب تانا بانا عورت کی مخالفت میں بنا گیا ہے"[24]

اس کے جواب میں مولانا مودودی کا یہ جملہ منقول ہے:

"اگر مرد وزن میں قوت یکساں ہو اور کسی کو کسی پر غلبہ حاصل نہ ہو تو ان میں کوئی کسی کا اثر قبول نہیں کرے گا۔یہ دونوں ایسے پتھر بن جائیں گے جو ٹکرا تو سکتے ہیں مگر آپس میں کوئی امتزاج اور ترکیب قبول نہیں کر سکتے"[25]

امینہ ودود نے اپنی کتاب قرآن اور عورت میں جدید نسائی افکار سے متعلق نئے اور جدید ذہن کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کا مقصود اسلام سے وابستہ تاریخی تصورات پر ضرب لگانا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ علماء کو بھی چیلنج کرتی ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کی موجود تفاسیر عدل وانصاف کی بجائے مردوں کی ذاتی اغراض ومقاصد پر مبنی ہیں۔جیسا کہ اس کی کتاب کا پہلا صفحہ اس کی عکاسی کرتا ہے۔

> "A legacy of interpretive reading of the Quran written nearly completely by males has emerged from fourteen centuries of Islamic thinking." Amina Wadood gives the first interpretive reading of the Quran by a woman, now with the Quran and women. A reading which validates the female voice in the Quran and brings it out of the shadows Muslim progressive have long argued that it is not religion but patriarchal interpretation and implementation of the Quran that have kept women oppressed. For many, the way to reform is the re-examination and re-interpretation of religious texts"[26]

---

[24]My-Muslim.com Kuala Lumpur, Malaysia, 2001,

[25]مودودی،سید ابوالاعلیٰ،مولانا،پردہ،ادارہ ترجمان القرآن،لاہور،طبع سوم،ص144۔
Maududī, Syed Abul A'la Maududī, Molana, Parda,Idara Tarjuman ul Quran , Lahore, P:144.

[26] Amina wadud,Quran and Women" p.1

"چودہ سو سال سے لکھی جانے والی تمام تفاسیر مردانہ رجحانات کی حامل ہیں اور صرف مردانہ کاوشیں ہیں، اب امینہ ودود قرآن و سنت کے عنوان سے ایک تعبیر نو پیش کرنے کا عزم کرتی ہیں۔ جس میں قرآن مجید کی تشریح میں نسوانی نقطہ نگاہ مقدم رکھا جائے گا۔ ترقی پسند مسلمانوں نے اکثر نشاندہی کی ہے کہ یہ مذہب نہیں بلکہ مردانہ تشریح ہے جس نے عورت کو قید کر رکھا ہے۔ اس کی اصلاح صرف اسی صورت میں ممکن ہے جس اسلامی مقدس ماخذ کی تعبیر نو کی جائے"

امینہ ودود کا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ تفاسیر نے عورت کے مقام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ امینہ ودود تمام تفسیری ذخیرے کو عورتوں کے خلاف متعصبانہ قرار دیتی ہیں۔ ان کے نزدیک ان تفاسیر میں انصاف کے بنیادی و سماجی اصولوں اور مساوات و انسانیت کے پیمانوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک کوئی بھی تفسیر معروضی نہیں۔ ہر تفسیر مفسر کے رجحانات کی ترجمان ہے جو ضروری نہیں کہ قرآنی پیغام کی عکاس ہوں۔ اس لئے وہ کسی تفسیر کو حتمی نہیں مانتی۔ وہ کہتی ہیں پہلی تفسیر اپنے وقت کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں اور کچھ خصوصی سوالات کا جواب فراہم کرتی ہیں۔ نئے عہد نے نئے سوالات کو جنم دیا ہے اا وران کے جوابات کے لئے نئے طریقے اختیار کرنا ضروری ہے۔[27]

امینہ ودود کی یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ نئے عہد میں نئی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے اگر قرآن کو زندہ پیغام کے طور پر باقی رہنا ہے تو پھر ہر دور مین اس کی نئے تفسیر کی جاتی رہے۔ بصورت دیگر قرآن بھی اس انجام سے دوچار ہو گا جس سے قدیم الہامی کتب دوچار ہوئی ہیں۔ اور اس طرح کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا کہ وہ زمان و مکان سے ماوراء ہو کر انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید ایک ہے اور تفاسیر کئی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں تفاسیر لکھی جاتی رہی ہیں اور آج بھی لکھی جا رہی ہیں۔ کوئی دور تفسیری کارناموں سے کالی نہیں رہا اور ہر دور میں لکھی جانے والی تفاسیر حق سے قریب ہونے کی کوشش کا مظہر ہوتی ہیں۔

جدید نسائی افکار کا حامل معاشرہ، مسلم معاشروں میں عورت کی حیثیت کا ناقد ہے اور وہ اپنے سامنے مغرب کی مثال رکھے ہوئے ہیں۔ وہ مسلم معاشرے میں اُسی طرح تبدیلی کا خواہاں ہے جیسے مغرب میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک کے پس منظر اور اثرات کی روشنی میں بہتر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہاں بھی اس تحریک کی پس منظر میں مسلمانوں کی بجائے اسلام کی اصلاح کی جا رہی ہے۔ جسے آج کے اسلامی معاشرے کا مذہبی ذہن اسلامی افکار پر حملہ قرار دیتا ہے۔

---

[27] حیفا جواد، مسلم تحریک نسواں، ترجمہ؛ خورشید احمد ندیم، ص16۔ Ḥīfā *Jawād, Muslim Tahrīk E Niswan, Translate: Kurseed Ahmad Nadeem, P:16*
.

''جیسا کہ نشاۃ ثانیہ تاریخ یورپ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کے بعد کا یورپ ماضی کے یورپ سے قطعی مختلف ہو گیا ہے۔ اور یہ اس حد تک ہوا ہے کہ نئے یورپ کے تمام ادارے بشمول کلیسا، مذہب، سیاست، معیشت، اخلاقیات، خاندانی رسم ورواج اور سائنس سب کچھ بدل گئے۔ قدیم سماجی رویے شکست وریخت کا شکار ہو گئے۔اس فکر کے اثرات پوری دنیا میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ نشاۃ ثانیہ کے بطن میں پوشیدہ افکار آہستہ آہستہ مذہبی فکر میں نفوذ کرتے گئے۔ جس کے نتیجے میں عسائیت اپنی مائیت اور ہیئت کے لحاظ سے تبدیلی کا عمل سے دوچار ہو گئی۔ سولہویں صدی تک یہ تبدیلیاں واضح اور منظّم رُخ اختیار کر چکی تھیں۔''[28]

عائلی زندگی کے مسائل کا شرعی حل

عائلی نظام زندگی دو مختلف افراد کے درمیان ہونے والے شادی کی بناء پر وجود میں آتی ہے۔ چونکہ انسانی طبائع مختلف ہیں اس لئے مختلف انداز تربیت کو اپنا کر ہی عائلی زندگی کو پُرسکون بنایا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات نے اصلاح معاشرہ کے لیے خوبصورت اصول دیئے ہیں۔اور عائلی زندگی کے جھگڑوں تنازعات اور اختلافات کو ختم کرنے اور احسن انداز مین نمٹانے کے طریقے اختیار کئے ہیں۔

1. اخلاقی حل

اسلام عائلی امشکلات و تنازعات کو حل کرنے کے لیے سب سے پہلے اخلاقی ذرائع بروئے کار لاتا ہے۔ اسلام شوہر کو حسنِ معاشرت کی تاکید کرتا ہے اور بیوی کو شوہر کی اطاعت وخوشنودی کا پابند ٹھہراتا ہے اور معمولی نقصان کی صورت میں باہم عفو ودرگزر کی تلقین کرتا ہے۔

2. قانونی حل

ازدواجی رشتہ بنیادی طور پر ایک شخصی تعلق ہے جو دو افراد کے درمیان قائم ہونے والے باقی رشتوں کی مانند اس کا انحصار بھی متعلقہ افراد کے درمیان پائی جانے والی شخص، ی ذہنی اور، نفسیاتی، جسمانی ہم آہنگی پر ہے۔ قانون کے ذریعے ان میں سے کوئی بھی چیز وجود میں نہیں لائی جاسکتی۔

3. شرعی حل

فیملی قوانین شریعت اسلامیہ کا لازمی جزو ہیں جن پر عمل سے ایک مسلمان حقیقی مسلمان بنتا ہے یہ قوانین اگر بدل جائیں تو قوم کا منہاج ومزاج بدل جائے۔اس کا خاندانی نظام تباہ ہو جائے۔اس کا معاشرتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر رفتہ رفتہ اس کا تعلق ہی اسلام سے ختم ہو جائے۔ان مسائل کا واحد حل اسلامی تعلیمات اور اسلامی قوانین پر عمل کرنا ہے۔

---

[28] رضا خان، محمد، روشن خیالی اور اعتدال پسندی نشاۃ ثانیہ کے پس منظر میں، ترجمان القرآن، (ماہنامہ) فروری 2007ء، ج134، ش2، ص54۔
Raza Khan, Muhammad, Rosan Kiyali aur I`tidal Pasandi Nisat E Sania Kay Pas E Manzr Min,Tarjaman al-Qur'an, (Monthly) February 2007, Vol. 134, No. 2, p. 54.

عائلی زندگی سے متعلق قرآنی اصول وضوابط

قرآن حکیم میں عائلی ازندگی سے متعلق احکامات مثلاً نکاح، طلاق، وصیت ووراثت، وغیرہ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور ان احکام میں قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ احکام جو حالات اور ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتے ہیں۔ان کی بنیادی قواعد کلیہ اور اصول وضوابط بیان کر دیئے ہیں اور ان کی توضیح و تشریح عصر رواں کے مطابق کر دی ہے۔ قرآن کریم کا مفصل انداز سے عائلی احکام بیان کرنا اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ طے شدہ ہیں۔ اجتہادی معاملات نہیں۔ عائلی زندگی سے متعلق قرآن مجید میں متعدد آیات احکام موجود ہیں۔ جس کی چند ایک امثلہ بطور استشہاد حسبِ ذیل مذکور ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

1. عائلی نظام زندگی کا ابتداء رشتۂ نکاح سے ہوتا ہے۔ قرآن نے مرد اور زن کے درمیان جنسی تعلق کی واحد بنیاد نکاح کو قرار دیا ہے۔ وہ ازدواجی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار دیتا ہے۔[29] اس کے نزدیک نکاح سے ماورا جنسی تعلق جائز نہیں، خواہ وہ مرد اور عورت کی مرضی اور باہمی موافقت سے قائم کیا جائے یا زبردستی۔ وہ اسے 'زنا' سے تعبیر کرتا ہے اور اسے بہت برا فعل اور بڑا ہی برا راستہ قرار دیتا ہے۔[30]
2. قرآن مجید میں تقسیم میراث پر بہت زور دیا گیا ہے اور اس کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر عبادات واعمال سے متعلق صرف اصولی باتیں قرآن میں بیان کی گئی ہیں، ان کی جزئیات رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات یا معمولات کے ذریعہ فراہم کی ہیں، لیکن وراثت کے تقریباً تمام احکام قرآن مجید ہی میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ قابل غور بات ہے کہ یہ احکام بیان کرنے کے ساتھ ان پر عمل کی فہمائش کی گئی ہے اور عمل نہ کرنے کی صورت میں بہت سخت الفاظ میں دھمکی دی گئی ہے۔ سورہ النساء میں کہا گیا ہے کہ وراثت میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے اور مال وراثت چاہے کم ہو یا زیادہ، اس میں سے انھیں بھی ملنا چاہیے۔[31] عائلی زندگی کے بارے میں قرآن مجید کے یہ وعدے اور وعیدیں انسانوں کو راست روی پر ابھارتے ہیں اور افرادِ خاندان پر ظلم اور ان کی حق تلفی سے باز رکھتے ہیں۔

خلاصہ بحث

جدید نسائی افکار و نظریات کی تعبیر نو جیسی مذہب کش تحریکوں کو رواداری، مساوات، روشن خیالی، اور نئے دور کے نئے تقاضوں جیسے نعروں کے ذریعے فروغ دیا جا رہا ہے۔ عقل کی بنیاد پر مذہبی عقائد کی سائنسی ضابطوں کے تحت تشریح جدید کی جاتی ہے۔ جہاں ایسا ممکن نہیں وہاں تاویلی طریقے کے نام سے پُر فتن خیالات کو مذہبی لبادے میں عام مسلمان عورتوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

---

[29] الروم 21:30 Ar-Rum 30:21

[30] الاسراء 32:17 Al-Isra,17: 32.

[31] النساء 4: 7 An-Nisa 4: 7.

نتائج

1. عائلی زندگی کے مسائل سے متعلق اسلامی تعلیمات میں مکمل حل موجود ہے۔
2. عائلی زندگی سے متعلق نسائی فکر کے جدید افکار و نظریات اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔
3. عصر حاضر میں جدید فکری ذہن رکھنے والی خواتین اسلامی تعلیمات کو جدیدیت سے ہم آہنگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں سر فہرست امینہ ودود، اسریٰ نعمانی، اسماء برلاس شامل ہیں، ان کے جدید اختراعی نظریات اسلامی اصول و تعلیمات سے متصادم ہیں۔
4. جدید ذہنی اختراعات واعتراضات کے زیر اثر اسلامی احکامات و مسلمات کی نئی تشریح کی بدولت یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ عائلی زندگی سے متعلق مسائل نکاح، طلاق، خلع، حقوق زوجین، پردہ، حق آزادی کی از سر نو تشریح و تفسیر کی جائے جو جدید عصری تقاضوں اور عقلی توجیہات سے ہم آہنگ ہو۔
5. جدید نسائی افکار سے وابستہ جدید مسلم خواتین کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات اور روایات سے انحراف نہیں چاہتی اور وہ معاشرتی تبدیلیوں کا شکار بھی ہیں اور اکیسویں صدی کے دعوؤں کو بھی علمی بنیادوں پر پورا کرنے کی آرزو رکھتی ہیں۔ تاہم انہیں مروجہ مذہبی تصورات سے بھی اتفاق نہیں اور یہ سوال واقعی اہمیت کا حامل کا ہے وہ مغرب کی طرف سے ہونے والے تہذیبی حملوں کا شکار ہونے کے باوجود اپنے سوال کا جواب اپنی دینی روایت کے اندر رہ کر تلاش کر رہی ہیں۔